پروفیسر رشید احمد انگوی
پرنسپل گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے

ربع صدی قبل یورپ میں شیطانی ہاتھوں سے ناول رقم ہوا' اور اس ملعون کے حقوق انسانی کے تحفظ کا علم بلند کر کے اسلام دشمنی کا ایک سیاہ باب رقم کیا گیا۔ یوں مرحلہ بہ مرحلہ جو طویل اور ختم نہ ہونے والی صلیبی معرکہ آرائی شروع ہوئی اس کا نقطہ عروج نائن الیون کہلایا۔ پھر دوسرا فیز یا صلیبی جارحیت کا نیا سفر شروع ہوا۔ جس کے عنوانات اسامہ' تورا بورا' قلعہ جنگی' کنٹینروں کا بطور انسانی ٹرانسپورٹ استعمال' سقوط کابل' سقوط بغداد' وتاریخ انسانی کے عظیم اثاثہ بغداد میوزیم کی تباہی' کربلا' فلوجہ' گوانتاناموٗ ابوغریب' توہین انسان وقرآن' شیخ یاسین' عرفات' رنتیسی کی شہادتیں' انگلش میڈیم کے تسلط وعروج' پیاروں کی مسند نشینیوں سے لے کر کارٹونوں کی جسارت تک پھیلائے ہیں اور مغربی تہذیب کی اصل حقیقت یہی ہے' جیسے گاؤں میں بات چھپی نہیں رہ سکتی اسی طرح ''عالمی گاؤں'' کی خبریں بھی اب چھپائے نہیں چھپتیں۔ البتہ کوئی خوش فہمی میں رہے کہ ہمارے سوا کسی کو حقیقت حال کا علم نہیں' تو اس کی حماقت کے سوا ہے۔

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو' کے مصداق ایسٹ انڈیا کمپنی کی برصغیر میں آمد اور اسکے نتائج وعواقب پر نظر دوڑائیں تو قدیم وجدید یورپ اور کارٹونوں کا قصہ بہت آسانی سے سمجھ آنے والے مناظر معلوم ہوتے ہیں کہ ان میں تہذیبی معرکہ آرائی' صلیبی جارحیت وتعصب' متکبرانہ وجدید جاہلیت کے سوا ہے ہی کیا (جملہ معترضہ: شورش کاشمیری مرحوم کے خطاب کے دوران کسی نے پتھر پھینکے تو کہنے لگے کہ تعجب کی کوئی بات نہیں' یہ تو ''مکی دور'' سے آرہے ہیں) وہی قدیم سٹائل کے دشمن کو بگڑے ہوئے ناموں سے پکارو۔ فرنگی سامراج نے دہائی کہہ کر اس سے نفرت کی مہم چلائی کہ اسے ملا' قدامت پرست' رجعت پسند' بنیاد پرست' ملی ٹینٹ' شدت پسند جیسے خطابات سے نوازا جاتا رہا اور آج میڈیا کی جملہ توانائیاں اسے ''دہشت گرد'' کے عنوان سے رگید رہی ہیں اور آنے والے کل کو اسے کیا کہا جائے گا اس میں کچھ زیادہ دیر نہیں لگے گی اس لئے کہ ''دہشت گردی'' کے ''وظیفہ'' سے بہت سی مرادیں پائی جا چکی ہیں۔ آج برصغیر کا سب سے بڑا مسلم نیشنلسٹ بابا زندہ ہوتا تو علی گڑھ جا کر دریافت کرتے کہ ذرا اپنی لغت سے ''دہشت گردی'' کے معنی نکال کر تو بتائیے! آج کے حالات کو سمجھنے اور واقعات کی تہہ تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ برصغیر میں برطانوی سامراج کی تاریخ کا دقت نظر سے مطالعہ کر کے اہل مغرب کی فطری مکاریوں اور سامراجی چالوں کو سمجھا جائے۔ واضح رہے کہ اس دور کے سامراجی تقاضوں کے مطابق امت مسلمہ کی محبتوں واطاعتوں کے مرکز ومحور نبی آخرالزمان ﷺ سے لازوال و غیر مشروط محبت کو ''سامراجی آلودگیوں'' سے متاثر کرنا اولین ترجیح تھی اور جہاد کے عقیدہ کو متزلزل کرنا دوسری ترجیح اور یہ

دونوں اہداف گورداسپور کے قریب وجوار کے زمینی حوالہ سے پورا کرنے کی کوشش کی گئی۔ کاش کہ فرنگی کی اس ''بنیادی خباثت'' کا ادراک کیا جاتا۔ اسکے اس ''سامراجی اجتہاد'' اور امت مسلمہ کو مستقل بنیادوں پر شکار کرنے کیلئے ''آلہ کار کی تشکیل'' کے عمل کو پائے حقارت سے ٹھکرادیا جاتا اور قیام پاکستان کے ساتھ ہی تمام دنیا سے رابطہ اس ''مہلک عنصر'' کے ذریعے نہ ہوتا۔ اس عظیم الشان فتنہ کی پرورش اور سرپرستی وحفاظت کی کہانی تو سینکڑوں کتابوں کی متقاضی ہے' ہمارے اکابرین بھی انسان ہونے کی بناء پر منزہ عن الخطاء نہ تھے۔ (اللہ ان پر رحم فرمائے) لیکن اس سامراجی ''درفنطنی'' نے امت مسلمہ کے مفادات اور عالم اسلام کو تادم آخر اغیار کے مقاصد کے مطابق جس طرح زک پہنچائی وہ ہماری ذلتوں اور پستیوں کی اصل الاصول ہونے کے باوصف ہمارے بہت سے مدبروں و دانش وروں کی نگاہوں سے اوجھل اور زبانوں پر بوجھل رہی۔ کتنے کالم اور کتنے قلم اس سامراجی نقب پر لب کشائی کرتے ہیں۔ (ہاں شورش کاشمیری مرحوم کا قلم اس مسئلہ پر خوب رواں رہا) اسی بناء پر ہمارے قلم کاروں کا میراتھن کو محض ایک دوڑ' کرکٹ ایک نارمل سا کھیل' نظر آتا ہے اور اتوار کی چھٹی' انگلش میڈیم' بے حجابی' برتھ ڈے' کی رسم اور گردن پر لپٹی صلیبی پٹی جیسے موضوعات کو ناقابل التفات معمولی مسائل سمجھتے ہیں۔ یہ ان کی فکری کوتاہ بصری کا نتیجہ ہے وگرنہ تاریخ کے سمندر کی غوامی بہت کچھ حقیقتیں اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ آخر تہذیب اور کس چڑیا کا نام ہے۔

آج مادی دنیا کی امامت امریکہ کے ہاتھ میں ہے۔ یورپ نے اسے بڑا امان کر فرماں بردارانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ مگر اسرائیل کے وجود اور محبت وحفاظت میں دونوں میں مسابقت قائم ہے۔ یہی مسابقت و یگانگت عالم اسلام کو ایذا رسانی اور دلی دکھ پہنچانے میں بھی قائم ودائم ہے۔ جدید مغربی سامراج کی جارحانہ لہر مسلمانوں کی بہیمانہ خون ریزیاں کرتے ہوئے جب افغانستان وعراق پر قابض ہوئی ہے تو یورپ وامریکہ شانہ بشانہ ایک جان بن کر حملہ آور ہوئے ہیں اور آج شام وایران کو آنکھیں دکھانے کی کاروائی میں کوئی ایک دوسرے سے پیچھے نہیں۔ اگر یورپی یونین کی بساط نہ بچھی ہوتی اور برطانیہ سرکار کو یورپ کی سربراہی حاصل نہ ہوتی' تو کسی ڈنمارک کو آزادی رائے کا یہ سیاہ باب رقم کرنے کی ضرورت پیش آتی نہ جرات ہوتی۔ ناول لکھا کر ایک برطانوی شہری کے ''بنیادی حقوق'' کے تحفظ کا نعرہ لگایا گیا اور آج صحافتی محاذ سے آزادی رائے کے نام پر نیا فتنہ اٹھایا گیا ہے۔ صحافت تو معاشروں کے سب سے زیادہ باخبر افراد کا میدان ہوتا ہے' کیا یورپی صحافت آج کے ''عالمی گاؤں'' کے مکینوں کی ایمانیات واحساسات کی دنیا سے اتنی ہی بے خبر ہے' اگر ایسا ہے تو یورپ کا پورا صحافتی وقار دھڑام سے زمین بوس ہو جاتا ہے۔ مگر اصلاً ایسا نہیں بلکہ حقیقت سے آگاہ وخبردار ہونے کی بناء پر ہی تو یہ جسارت کی گئی کہ کس طرح امت مسلمہ کو' جسکے وجود واحترام کو آج تک تسلیم نہیں کیا گیا' درد وکرب اور ذہنی' قلبی' روحانی شدائد ومشکلات کا وحشیانہ انداز میں شکار بنایا جائے' کیا برطانوی سامراج نے بے خبری کی بنا پر ''وہ خود کاشتہ پودا'' تخلیق کیا تھا جس کا پھل وہ صبح وشام کھا رہا ہے۔ اور جس کی حفاظت و

نشونما اس نے اپنے اوپر فرض کر رکھی ہے اور کیا شیطانی ناول نگار کی تخلیق مسلمانوں کے ایمانی حقائق سے بے خبری کی بناء پر کی گئی تھی؟

ہرگز نہیں... کیا لمحہ موجود کی اولین ایٹمی پاور کی جملہ افواج مسلم دنیا کے پہاڑوں وغاروں میں بھاگتے کسی نفس واحد کے تعاقب میں مسلم ایشیاء پر چڑھ دوڑی ہیں؟ امت مسلمہ کے رب نے اسے شیطان کی حقیقتوں سے پوری طرح باخبر کر رکھا ہے اور مغرب کی تمام چالوں کو سمجھنا ذرہ برابر مشکل مسئلہ نہیں۔ اصل رکاوٹ وہ جھوٹے اقتدار ہیں جنہیں صلیبی مغرب نے امت مسلمہ کی گردنوں پر بزور وجبر مسلط کر رکھا ہے۔ وگرنہ کلمہ گو مسلمان کلمہ توحید کی برکت سے ایمان کی روشنی میں جارح، ظالم، غاصب اور باطل مغرب کی اداؤں کو بخوبی جانتے ہیں جن میں سے تازہ ترین ادا اظہار رائے کی آزادی کیلئے ''افسانہ 2006'' کی تخلیق ہے۔.... مسلمانوں کے ردعمل کا تجزیہ کریں تو تاریخ جدید میں یہ صفحات رقم ہوگئے ہیں کہ باطل دنیا مسلمانوں کے کتنے ہی غداروں کو ان پر مسلط رکھے، کلمہ گو مسلمان بنیادی طور پر ''جسد واحد'' ہیں اور قافلہ انبیاء کے سالار، امام الانبیاء، تاج وتخت ختم نبوت کے تاجدار، حضور نبی کریمؐ کی عزت وحرمت پر قربان ہونے سے بڑی سعادت کسی اور چیز میں نہیں سمجھتے۔ مولانا ظفر علی خان نے یہ کہہ کر پوری امت کی ترجمانی کی ہے۔ ؎ نہ کٹ مروں جب تک میں خواجہ یثرب کی عزت پر خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

جس جاہل وگنوار صلیبی کارٹونسٹ نے شیطانی قوتوں کی پشت پناہی سے اس ملعون حرکت کا ارتکاب کیا ہے، اس کی اشتعال انگیز نے روئے زمین کے ہر ہر کلمہ گو مرد وعورت بچے کو تڑپا تڑپا کر رکھ دیا ہے اور گزشتہ عشروں کی اخباری دنیا اس پر گواہی ثبت کرتی ہے کہ ایک ایسی ایمانی لہر اٹھی جس کے ذریعے شرق وغرب کے اہل ایمان نے اپنی تڑپ اضطراب اور قلبی رنج وغم کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ اس رویہ پر پوری امت قابل تحسین ہے، رہی لاہور کے مال روڈ کے ایک احتجاج میں لاقانونیت، تو اسکے عوامل پر علیحدہ غور کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ توہین رسالت کے مسئلہ پر شیطانی حرکت سے بیزاری کے عالمی وجد آفرین اظہار نے امت کی گہری وحدت سے دنیا بھر کو اور ان کو بھی ہکا بکا دنگ وہل آگاہ کر دیا ہے جنہوں نے امت مسلمہ کو ظلم وستم تلے کچلی ہوئی ایسی امت سمجھ لیا تھا جس کی موت واقع ہو چکی ہے۔

اپنی تمام تر کوتاہیوں کے باوصف اظہار جذبہ نے کلنٹن، سیکرٹری دولت مشترکہ اور کئی دیگر اکابرین مغرب کو مجبور کر دیا کہ حیرت واستعجاب سے اپنی انگلیاں دانتوں میں دبا کر سوچیں کہ امت مسلمہ کو اپنے آقا ومولاﷺ سے کس قدر والہانہ عقیدت ومحبت ہے، رہا سوال کہ امت اپنا حقیقی رول دنیا کے نقشہ پر کیوں نہیں پیش کر رہی، تو اس کا ایک ہی جواب ہے کہ صلیبی مغرب کی سامراجی روش نے اسلامی دنیا کو سیاسی، تہذیبی، معاشی غلامی کی رسیوں میں جکڑ رکھا ہے، آغا خانی طائفہ سے ظفر اللہ کے ہمنواؤں اور الجزائر، ترکی وغیرہ عسکری کارندوں تک کی انتہائی، گہری سازشوں نے امت مسلمہ کے ترقی کی جانب سفر کی پیش قدمی میں رکاوٹیں پیدا کر رکھی ہیں۔ لیکن تابہ کے؟ جلد یا بدیر آخر کار

اندھیروں نے چھٹنا ہی ہے۔ کہ اس قائد امت کو زیادہ عرصے تک مغربی جاہلیت (جو میدان جاہلیت میں قدیم جاہلیت سے سینکڑوں میل آگے ہے) کا غلام نہیں رکھا جا سکتا۔ صرف اس حقیقت کے ادراک کی ضرورت ہے کہ سب سے گہری غلامی تہذیبی غلامی ہے۔ اگر مسلمان مرد اپنے گلے پر لپٹی صلیبی پٹی اتار دیں' مرد وعورت اپنے ننگے سر ڈھانپ لیں' انگریزی زبان کی پوجا پاٹ ترک کر دی جائے ہمسایہ عظیم تہذیبوں روس' بھارت' چین' افغانستان' ایران کی زبانوں کو برابر عزت دی جائے' دین وایمان کی زبان عربی کو عام کیا جائے۔ انگریزی کا دشمن کی زبان ہونا'' سمجھ میں آ جائے تو لمحوں میں امت مظلومہ کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ ہمارا مطالبہ سفیر واپس بلاؤ سے بڑھ کر یہ ہونا چاہیے کہ مغرب کے نظام و طرز تعلیم کو اپنی زمینوں سے رخصت کرو۔

توہین رسالت کے حوالہ سے پوری امت کی سطح پر ایک پر امن اور خاموش و پرسکون عالمی احتجاج کا ایک عملی فارمولا پیش کیا جاتا ہے۔ او آئی سی تو اصلاً ایک بے جان اور بے روح وجود ہے اس کو چھوڑ کر خادم الحرمین شریفین کی خدمت میں التجا کی جائے کہ امت سے براہ راست خطاب کر کے پوری اسلامی دنیا کے لئے ایک لمحہ مقررہ کا اعلان فرمائیں۔ اس مقررہ لمحہ پر (خواہ اس وقت کسی جگہ دن ہو یا رات) پوری امت مسلمہ صرف یہ کرے کہ مرد عورتیں بچے اپنے گھر' دکان' دفتر' گاڑی سے باہر نکل کر سامنے سڑک پر آ جائیں اور دس منٹ تک وہاں رہیں اور درود شریف کا ورد کرتے رہیں۔ دس منٹ کے بعد واپس اپنے گھر میں داخل ہوں اور مظاہرہ ختم۔ آپ دیکھیں گے ان متعین دس منٹوں میں روئے زمین کی پوری اسلامی آبادی سڑکوں پر ہوگی۔ فی الواقع کسی شہر کی گلی وسڑک پر تل دھرنے کو جگہ نہ رہے گی۔ نہ کوئی جلسہ' نہ نعرہ' نہ بینر' نہ خرچ' نہ کریڈٹ۔ یہ دکھی دلوں کی اظہار کے لئے دس منٹ کے مقررہ وقت پر وقوف عرفات کی طرز پر ''وقوف علی الطریق'' (سڑک پر احتجاجی قیام) کا عمل ہوگا۔ اس ملی احتجاجی مظاہر کو ہوائی جہازوں رہیلی کاپٹروں کی مدد سے مشاہدہ کیا جا سکے گا۔ اور اس میں ایک ارب سے زائد اہل بیک وقت ایمان اپنی وحدت ایمانی وملی اور قلبی غم واضطراب کا اظہار کر سکیں گے۔ یہ پروگرام اقوام متحدہ میں مسئلہ پیش کرنے کے موقع پر بھی کیا جا سکتا ہے۔

اس تمام تر صورتحال کا ایک رخ وہ بھی ہے جسے علامہ اقبال نے اپنے نور بصیرت کی بنا پر پون صدی پہلے کہہ دیا تھا کہ ''مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے''۔ لمحہ موجود کی پکار ہے کہ مسلمان آنکھیں کھولیں' ہوش کے ناخن لیں' اپنے آپ کو سنبھالیں' اغیار کی غلامیوں کا پھندہ اپنی گردنوں سے اتار پھینکیں' اپنے دین' اپنی کتاب' اپنے رہبر' اپنے قبلہ' اپنی وحدت'' کی حقیقت عظمی کا ادراک کریں۔ دوستوں اور دشمنوں میں فرق کرنا سیکھیں۔ جاہلیت جدیدہ پر مبنی مغربی شیطنت اس قابل نہیں کہ اسے محبوب بنایا جائے' انسانیت کی راہنمائی کے مقام پر فائز یہ قائد امت اپنے مقام کو پہچان کر علم وتحقیق' محنت شاقہ' جذبہ حریت' سامراج دشمنی' کے لائحہ عمل کو اپنا لے اور اپنے رب کریم سے دور حاضر کا وہ ''براھیم'' مانگے جو عصر جدید کے ''بتانِ وھم وگماں'' کو ان کے اصل انجام سے دوچار کر سکے۔ (آمین)